

آیۃ اللہ العظمیٰ ملاذ العلماء جناب سید ابوالحسن صاحب رضوان مکان طاب ثراہ

حکیم الامت علامہ ہندی آیۃ اللہ سید احمد طاب ثراہ

بِسْمِہِ سُبْحَانَہُ وَلَہُ الْحَمْدُ

مَنْ لَمْ یَشْکُرِ النَّاسَ لَمْ یَشْکُرِ اللّٰہَ۔

وہ شخص جو انسان کا شکر گزار نہ ہو اکب خدا کی شکر گزاری کر سکتا ہے ناسپاسی و ناشکری اپنے محسن و منعم کی ایک اخلاقی ناقابل عفو جرم ہے جس کی تعزیر عذاب شدید ہے خدا فرماتا ہے: وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ فَإِنَّ غَذَابِيْ لَشَدِيْدٌ۔ سچا اور حقیقی محسن وہ ہے جو تربیت روح کرے اور انسانیت کو ترقی دے وہ علماء اعلام و فقہاء والا مقام ہیں جنہوں نے حلال و حرام بتا کر دین و دنیا میں جابلوں کو راہ نجات دکھائی اور پستی حیوانیت سے اوج انسانیت پر پہنچا کر اشرف المخلوقات بنایا ان حضرات کی ناسپاسی محسن کشی اور ناشکری ہے لیکن ہماری غفلت و کم توجہی نے ان انعامات کو بھٹا رکھا اور ان حضرات کی ناشکری کی گئی یہاں تک بے پروائی کی کہ ان کی زندگی کے کارنامے اور ان کے اخلاقی افسانے تک ہم بھول گئے اور کبھی توجہ نہ کی کہ اپنے محسنوں کی کوئی یاد قائم کریں اور ان کے آثار کو مندرس و محو نہ ہونے دیں یہاں تک کہ ان بادیان دین کی سوانح عمری و کارنامے ہی صفحہ ہستی سے محو نہیں ہوئے بلکہ ان کی حیات کی طرح ان کے نام تک سہو و محو ہو گئے اور آج کوئی بھی ان کا جاننے والا موجود نہیں۔ افسوس ہماری غفلت پر۔

حضرات! ہم کو احساس ہوا کہ ان محسنوں کی یاد کو ہم تازہ کریں اور ان کے حقوق مومنین کو یاد دلانیں چنانچہ چند سوانح اور بہت مختصر حالات جو غفلت شعار طبائع کے بھلا دینے سے بچ رہے تھے ہم نے ایک عالم دین آیۃ اللہ فی العالمین ملاذ العلماء والمومنین حضرت رضوان مکان جناب سید ابوالحسن صاحب قبلہ المعروف بہ جناب بچھن صاحب طاب ثراہ کے ان چند اوراق میں جمع کر دیئے تاکہ موجب یاد آوری مومنین ہو اور اپنے ایک عالم دین کے محاسن اخلاق و محامد اوصاف و کمالات نفسانیہ و فضائل روحانیہ کو یاد کر کے دعائے خیر فرمادیں اور ثواب تلاوت قرآن و سورتا دعیہ ہدیہ کر کے خود بھی مثاب ہوں۔

وَالسَّلَامُ خَيْرُ خِتَامٍ

آثم السید احمد غفری عنہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

ریاست علمیہ آپ کی متفق علیہ ہے۔ ان جناب کے عہد کرامت مہد میں باوجودیکہ لکھنؤ مجمع علمائے اعلام و معدن فحول فضلائے مجتہدین کرام تھا۔ لیکن بجز آپ کی ذات والاصفات اور حضرت والدی العلمام جناب فردوس مکان^(۱) طاب ثراہ کے اس عہد میں کوئی مرجع انام و مقلد

وہ جناب بقیہ اسلاف کرام و سلالہ دودمان حضرت غفران مآب و متجہ علمائے اطیاب، از بد و سخی ترین علمائے عصر تھے۔ علم و فضل آپ کا شہرہ آفاق، تبحر و ذہانت و ذکاوت خداداد تھی، مرجع سادات و مومنین، مقلد رؤساء و شانزادگان و تعلقہ اران اودھ تھے۔

(۱) سید العلماء مولانا سید ابراہیم مجتہد

ومروج شرع متین ہو یعنی حضرت رضوان مآب جن کی ہمت عالی ہمیشہ ترویج دین و وعظ و نصیحت و ہدایت و اصلاح امور مسلمین میں مصروف رہی، اولاد کہاں تک نمونہ اخلاق حمیدہ پر تو صفات پسندیدہ نہ ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ جناب ملاذ العلماء شہید حضرت سلطان العلماء و یادگار اسلاف کرام تھے۔

بیان علم و کمال

جناب عم موصوف نے تحصیل علم و کمال بزرگان خاندان سے کیا اور تکمیل علوم عقلیہ و نقلیہ والد بزرگوار حضرت ملک العلماء طاب ثراہ سے کی۔

حکایت

اکثر ثقات مومنین و حضرات اہل خاندان ناقل ہیں کہ ابتدائے عمر شریف میں حادثات سن و طفولیت سے مطالعہ کتاب و حفظ درس میں چنداں انہماک نہ تھا۔ آپ کے بڑے بھائی حضرت بحر العلوم سید محمد حسین المعروف بجناب علن صاحب طاب ثراہ نہایت ذکی و ذہین تھے، سبق یاد کرنے اور مطالعہ میں کوشش فرماتے تھے اور جناب ملاذ العلماء کے ہم درس تھے جب کہ آپ کی عمر شریف بارہ سال تخمیناً تھی شرح تہذیب المنطق خدمت والد ماجد میں پڑھتے تھے۔ جناب ملک العلماء ایک روز ناراض ہوئے اور جناب بحر العلوم کو قطبی شروع کرنے کا حکم ہوا اور ملاذ العلماء کو درس ترک کرنے کی دھمکی دی۔ اس ناراضی کا جناب ملاذ العلماء پر اس قدر اثر ہوا کہ آنسو جاری ہوئے پھر بہ لجاجت عرض کی: ”آج غفوک کیا جاؤں قطبی شروع

خاص و عام نہ تھا۔ آنجناب کی جلالت قدر و عظمت و شان و علوم مکان ناقابل انکار ہے اور محتاج ثبوت و بیان نہیں۔ جامع مسجد لکھنؤ میں نماز عیدین کا پڑھانا اور حضرت سلطان عالم محمد واجد علی شاہ خلد آشیان شاہ اودھ کا قیام ثیا برج کلکتہ کے زمانہ میں جناب مرحوم کو ملاذ العلماء کے خطاب سے مخاطب کرنا اور برٹش گورنمنٹ سے خطاب شمس العلماء کا مرحمت ہونا، حاضری عدالت دیوانی سے مستثنیٰ ہونا اور دربار ہر آنر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر میں کرسی نمبر ۲۵ کا عطا ہونا ان جناب کی عظمت و جلالت کی بین دلیل ہے۔

بیان نسب شریف

حضرت ملاذ العلماء رضوان مکان سید ابوالحسن خلف ارشد حضرت ملک العلماء مغفرت مآب سید بندہ حسین خلف حضرت سلطان العلماء رضوان مآب سید محمد خلف اکبر حضرت غفران مآب استاذ الکل فی الکل جناب سید دلدار علی النصیر آبادی لکھنوی طاب ثراہم۔

بیان ولادت

ولادت باسعادت اُن جناب کی ۱۲۶۸ھ دارالسلطنت لکھنؤ میں ہوئی حیات جد علام حضرت سلطان العلماء طاب ثراہ میں۔ سولہ سال تخمیناً زیر سایہ جد بزرگوار پرورش پائی اور خلوت و جلوت میں اپنے جد بزرگوار کے مکارم اخلاق و محاسن اوصاف کے ہمیشہ مشاہدے سے سبق لیا۔

اخلاق و اطوار پر صحبت کا اثر ناقابل انکار ہے جیسی صحبت ہو ویسا اثر ہوتا ہے خصوص مصاحبت ایسے بزرگ کی جو آیۃ اللہ فی الانام، وارث علوم ائمہ کرام، ہادی دین

کرنے کی اجازت ہو۔ اگر کل یاد نہ کیا تو آپ مختار ہیں۔“ التماس پذیرا ہوا اور قطبی شروع ہوئی۔ بعد فراغ درس جناب عم نامدار مشغول مطالعہ ہوئے اور تمام بقیہ روز و شب بیدار رہ کر بہ امداد حواشی مطالعہ کیا۔ وقت درس حاضر ہو کر اس روانی سے عبارت و معانی و مطلب بیان کیا کہ جناب ملک العلماء متحیر ہو گئے۔ اس وقت سے ہمیشہ اس قدر محنت فرمائی کہ قوت مطالعہ سے ہر کتاب ایسی معلوم ہوتی تھی گویا پڑھی ہوئی ہے۔ کبھی کوئی کتاب اس وقت سے کامل نہیں پڑھی ربع یا ثلث پڑھتے تھے اور پھر دوسری کتاب شروع کی جاتی تھی۔ صبح دس بجے دن تک خود تحصیل فرماتے اور بعد درس مشغول تدریس ہوتے۔ ہجوم طلبہ کا نو بجے شب تک رہتا اور تمام روز پڑھانے میں بسر ہوتی تھی۔ نو بجے شب سے عموماً تین بجے شب تک صرف مطالعہ فرماتے تھے۔

اس محنت و تعب کو جب ملک العلماء نے التزاماً ملاحظہ فرمایا تو بارہا تنبیہ فرمائی کہ ایسی محنت شاقہ موجب بیماری و ضعف بصر ہوگی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا بہت صغریٰ میں ضعف بصارت لاحق ہوئی اور بدون عینک نظر آنا موقوف ہو گیا۔ ہر وقت عینک کا استعمال رہتا تھا۔ تخمیناً انیس سال کی عمر میں درسیات متداولہ و فقہ و اصول سے فراغ حاصل ہوا۔ علوم عقلیہ میں وحید عصر و فرید دہر تھے۔ علماء اہلسنت و جماعت صاحبان فرنگی محل لکھنؤ کہ جو علوم عقلیہ حکمت و فلسفہ و منطق میں شہرہ آفاق تھے اور مدعی و عادی بزرگ تھے آپ کی جلالت قدر و تبحر علمی کے معترف تھے۔ مولوی عبدالحی صاحب فرنگی محل اپنے عہد میں بے نظیر و عالم

خبیر تھے۔ ہر شخص موصوف کے تبحر علمی کا معترف ہے۔ جناب ملاذ العلماء اور مولوی صاحب سے اکثر مناظرہ و مباحثہ ہوا۔ مغالطہ عامۃ الورد میں ان جناب کا مباحثہ مولوی صاحب موصوف سے زبان زد خاص و عام ہے۔

اکثر اوقات طلباء اہلسنت حاضر خدمت ہو کر امتحان لیتے اور بعد میں معترف کمالات ہو کر زانوئے ادب تہہ کرتے اور شرف تلمذ حاصل کرتے تھے۔

ماہ شوال ۱۲۹۳ھ میں جناب ملک العلماء روانہ حج بیت اللہ ہوئے اور تمام امور شرعیہ اور امور متعلقہ منصب اجتہاد جناب ملاذ العلماء کو بذریعہ وصیت نامہ جو حسب ذیل ہے تفویض فرمائے۔

نقل عبارت وصیت نامہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيَاةَ لِيَبْلُوَكُمْ أَيُّكُمْ أَحْسَنُ عَمَلًا وَلِيَسْتَوِيَكُمْ أَنْتُمْ أَقْلُ ذُلًّا وَأَخْصَرُ عَمَلًا وَالصَّلَاةَ وَالسَّلَامَ عَلَى رَسُولِهِ الْمُحْتَبَىٰ وَآلِهِ الْمُصْطَفَىٰ۔

اما بعد درین آوان میمنت افتراں شایق توفیق این غریق لجة عصیان را بسفر بیت اللہ الحرام و زیارت حضرت سید الانام علیہ وآلہ الصلوٰۃ والسلام برداشتہ رَزَقْنِي اللَّهُ الْفَوْزَ بِهِمَا بِمَنِّهِ وَكَرَمِهِ وَبِمَقَادِرِ لَا تَدْرِي نَفْسُ بَايَ اَرْضٍ تَمُوتُ اِذَا اِتَّفَاقِ مراجعت ازین سفر نشود وصیت میکنم نور چشم سید ابوالحسن سَلَّمَہُ را کہ ارشد اولاد نحیف می

(نقل وصیت نامہ باضابطہ تین چار مہریں نہیں پڑھی گئیں لہذا اندراج ان کا نہیں ہو سکا۔)

اس تحریر وصیت نامہ کے بعد ایک اجازہ مختصرہ بھی تحریر فرمایا اور وعدہ کیا کہ اگر زندہ حج سے مراجعت کی تو اجازہ مختصر کی تکمیل و تفصیل فرمادیں گے۔ اکثر حضرات نے خود مشاہدہ کیا ہے لیکن تغیر زمان و حوادث لیل و نہار سے تلف ہوا مگر مشاہد اس امر کا کہ آپ قائم مقام ملک العلماء ہیں اور اجازہ اجتہاد ان جناب نے لکھا ہے بعض اسباب دنیاوی و زاعبہاے خاندانی فرو کرنے کی غرض سے جناب ملاذ العلماء نے مرتب کیا اصل استشہاد خود نجیف نے دیکھا اور نقل کا اصل حسب ذیل ہیں۔ کیفیت یہ ہے:

کہ ہمارے والد ماجد ملک العلماء مولوی سید بندہ حسین صاحب مجتہد العصر نمبر اول، اپنی حیات میں تحریر ہم کو ولی عہد اور قائم مقام اپنا کیا اور اجازہ اجتہاد کا بھی ہم کو دیا اور جناب مستطاب معلی القاب نواب ممتاز الدولہ بہادر اور راجہ محمد امیر حسن خان صاحب بہادر اور راجہ کاظم حسین خان صاحب بہادر اور نیز اکثر احباب سے آپ نے زبانی بھی کہہ دیا اور جب کہ والد ماجد کا انتقال ہوا، ۱۲ جولائی سنہ ۱۲۹۳ کو تو موافق رواج اور دستور کے بروز سیوم مجمع عام میں جناب نواب صاحب بہادر موصوف الالقاب نے ہم کو ان کی جگہ پر بٹھلایا اور خلعت عنایت فرمایا جیسا کہ ہمارے والد مرحوم کو جناب نواب محسن الدولہ بہادر مرحوم اور جناب نواب ممتاز الدولہ بہادر دام اقبالہ نے مسند پر بٹھلایا تھا اور خلعت عنایت کیا تھا اور ہم جملہ امور جو ہمارے والد سے

باشد وبعد خود جانشین و قایم مقام خود کردہ ام با اینکه کتب موقوفہ جناب غفران مآب طاب ثراہ و ہم چنیس امام ہاڑہ آنجناب رافع اسباب و لوازم در قبضہ و اختیار خود در آرد و یہ حراست و حفاظت ترمیم آن پردازند و دیہات واقع ضلع رائے بریلی و انام رانی زدر قبضہ خود داشته مصارفی کہ من در ان می نمودم نموده باشند و ہُوَ خَلِيفَتِي عَلَيْكُمْ اَبْلَيْتِي - حَزْرَةُ يَوْمِ الْاَحَدِ السَّابِعِ عَشَرَ مِنْ شَوَّالِ ۱۲۹۳ ہجری۔ بقلم تجمل حسین عفی عنہ۔

العید سید بندہ حسین عفی عنہ
گواہ شد (راجہ) محمد امیر حسن خان
گواہ شد کاظم حسین خان عفی عنہ
تعلقدار بھٹو امثو بقلم خود
گواہ شد جناب ملک العلماء دامت
برکاتہ اقرار بمضامین مندرجہ این قرطاس صدق
راس رو بروئے نجیف فرمودند لہذا مہر ثبت نموده
شد۔ حررہ السید علی نقی مدرس کیننگ کالج۔
گواہ شد الامر کذا لک حررہ السید علی
حسن صانہ اللہ عن المحق
گواہ شد مہر نواب سراج الدولہ
گواہ شد جناب ملک العلماء دامت
برکاتہ اقرار بمضامین مندرجہ این قرطاس صدق
اساس رو بروئے نجیف فرمودند لہذا مہر ثبت نموده
شد حررہ السید زابد علی عفی عنہ۔

متعلق تھے کرتے ہیں۔

مہر میر الدولہ احتشام الملک علی حسن خان بہادر شجاعت جنگ

مہر نواب ممتاز الدولہ مدیر الملک حسین علی خان بہادر تہور جنگ

مہر مرزا عظیم الشان بہادر

مہر شاہزادہ میرزا سلیمان قدر بہادر

مہر نواب مغفور میرزا شہر یار الدولہ بہادر

مہر مرزا اکبر الشان بہادر

مہر مرزا اخرام بخت بہادر

مہر نواب سیف الدولہ مجاہد الملک سلیمان میرزا ہر جنگ بہادر

مہر شاہزادہ میرزا محمد مصطفیٰ علی حیدر بہادر

مہر نواب سراج الدولہ بہادر

مہر نواب معز الدولہ بہادر

مہر عظمت الدولہ معظم الملک سید محمد رضا خان انتظام جنگ بہادر

مہر نواب محمد علی خاں بہادر

مہر میرزا بہرام شکوہ قمر الدین حیدر بہادر

مہر نواب مجید الدولہ ممتاز الملک بہادر

مہر نواب میرزا محمد جعفر علی خاں بہادر

مہر نواب صادق علی خاں بہادر

مہر سپہر شکوہ میرزا محمد شمس الدین حیدر بہادر

مہر صارم الدولہ عبد اللہ خاں بہادر

الامر کذا لک

مہر محمد صادق علی خاں بہادر عرف امیر صاحب

مہر نواب محمد ہادی علی خاں

مہر نواب میرزا ابوالحسن

مہر محمد فضل علی خاں بہادر اجنٹ اولاد و افتخار الدولہ

امیر الملک نواب خاں خانان رشید خان مرزا علی بہادر

دلاور جنگ بقلم خود۔

مہر نواب ناصر الدولہ معین الملک میرزا محمد علی نقی خاں نصرت

جنگ بہادر۔

ایک مہر نہیں پڑھی گئی۔

بیان زہد و تقویٰ

زہد و تقویٰ میں آنجناب یگانہ روزگار تھے۔ بعض

حکایات جو ثقات و عدول سے مسوع ہوئے، حسب ذیل ہیں:

حکایت - ۱

آپ کا زہد خلقی تھا۔ آثار زہد و تقویٰ ناصیہ مبارک

سے ہویدا تھے۔ حضرت سلطان العلماء فرماتے تھے، یہ

ہونہار ہیں اور تائید الہی سے انشاء اللہ عالم باعمل ہوں گے اور

ایسا ہی ہوا چنانچہ جب کہ عمر شریف بارہ سال کی تھی، دستور

جناب ملک العلماء یہ تھا کہ ہر اولاد کو ششماہی کے لباس کا نقد

پندرہ روپیہ عطا کرتے تھے تاکہ حسب پسند و مرضی لباس

درست کریں۔ ایک روز اتفاقاً حسب معمول پندرہ روپیہ

جناب ملک العلماء نے ملاز العلماء کو عطا کئے اور پندرہ

روپیہ اور بھی واسطے تقسیم طلباء عطا کئے۔ جناب ملاز العلماء

نے کل روپیہ ایک ہاتھ میں لے لیا۔ باہر نکل کر خیال ہوا کہ

دونوں رقمیں باہم مخلوط ہو گئیں اور حکم عین کے تقسیم کا تھا یہ

خیال فرما کر کل روپیہ تقسیم طلباء فرمادیا اور لباس نہ بنایا جب

عرصہ گزرا اور لباس بوسیدہ ہوا ایک روز جناب ملک العلماء

ملفتت ہوئے اور فرمایا لباس کیوں بوسیدہ ہے روپیہ کیا ہوا

اس وقت واقعہ عرض کیا پھر دوبارہ روپیہ عطا ہوا۔

حکایت - ۲

حضرت غفران مآب رحمہ اللہ نے وصیت نامہ مورخہ ۲۳/ جمادی الاول ۱۳۳۵ھ میں تحریر فرمایا ہے کہ ”تولیت کتابہا مادام الحیات مخصوص بخود نمودہ ام وبعد ازان تعلق بنور چشم سید محمد خواہد داشت بعد ازان ہر کہ از اولاد من متصف بعلم وصلاح وفضل و تقی بودہ باشد وبعد ازان ہر کہ از اولاد من باین صفات متصف باشد و در صورت تعدد تساوی عمل بہ قرعہ نمایند۔“

بنا بر اس وصیت کے جب کہ بتاریخ ۲۹/ جمادی الثانی ۱۳۲۹ھ وفات حسرت آیات حضرت ملک العلماء ہوئی، سایہ عاطفت والد بزرگوار کا سر سے اٹھا، آپ حسب وصیت نامہ قابض اوقاف ہوئے بکمال تدین و احتیاط تمام علمائے خاندان کے اسمائے گرامی لکھ کر قرعہ اندازی کی نسبت بہ تولیت کتب و قضیہ حضرت غفران مآب بنام حضرت استاد دی و عمادی جد مرحوم تاج العلماء سید علی محمد صاحب طاب ثراہ قرعہ نکلا۔ فوراً اپنے عم محترم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور واقعہ عرض کیا۔ حضرت تاج العلماء نے بکمال شفقت و رافت تولیت کتب کو مفوض بذات والا صفات کیا اور اس بنا پر دو عالم دین و حاکمان شرع متین نے ان جناب کے علم و فضل و زہد و اتقا و منصب اجتہاد کی عملاً تصدیق کی۔ یہ واقعہ خود احقر نے زبان فیض ترجمان حضرت استاد مرحوم سے سنا اور بعض کتب مطبوعہ میں بھی مندرج ہے۔

حکایت - ۳

جناب ملک العلماء بعد وفات حضرت جد علام ممتاز العلماء بزرگ خاندان اجتہاد تھے اور اس بنا پر دربار انگریزی میں کرسی نمبر اول پاتے تھے اور گورنمنٹ میں مجتہد نمبر اول کہلاتے تھے اور حضرت والدی العلام چونکہ عمر میں چھوٹے تھے اور رشتے میں بھتیجے تھے اس لئے مجتہدین لکھنؤ میں برٹش گورنمنٹ میں آپ مجتہد نمبر دو لکھے جاتے تھے اور کرسی کا نمبر دربار میں بھی اپنے چچا سے دوسرا تھا۔ جناب ملک العلماء کی وفات ہوئی اور جناب ملاذ العلماء بھی شریک دربار ہوئے تو ان جناب کو دوسری کرسی عطا ہوئی اور کرسی اول جناب والد ماجد طاب ثراہ کو ملی۔ جناب ملاذ العلماء کے احباب نے کتنا کوشش کی اور آمادہ کیا کہ ہم سب آپ کے واسطے سعی کریں تاکہ کرسی نمبر اول آپ کو ملے لیکن کسی طرح سے ان جناب نے منظور نہ فرمایا۔

حکایت - ۴

مسجد نواب آصف الدولہ بہادر بعد غدر ۱۲۵۷ء اور مسجد شاہ پیر محمد لکھنؤ میں ضبط گورنمنٹ ہوئیں اور مسجد آصفی قلعہ فوج قرار پائی۔ حضرت والد ماجد طاب ثراہ نے زمانہ جوہلی قیصرہ ہند میں ایک درخواست بتوسط ہزار آئر نواب لفٹنٹ گورنر بہادر حضور وائسرائے کو بھیجی تاکہ ہر دو مسجد واگذار کی جائیں۔ مسجد شاہ پیر محمد اہلسنت کی تھی ان کو دی جائے اور مسجد شاہی شیعوں کے واسطے اور وعدہ قیصرہ ہند نسبت احترام معابد یاد دلایا اور اپنی ضرورت کا اظہار فرمایا کہ کوئی مسجد ایسی وسیع نہیں کہ ہم نماز پڑھا سکیں۔ مسجد تحسین

علی خان میں گنجائش ماموین نہیں ہے۔ حسب درخواست والد ماجد مسجد آصفی مخصوص والد ماجد کے واسطے واگذار ہوئی۔ مخصوصین حضرت ملاذ العلماء نے از حد اصرار کیا کہ مسجد کے واسطے کوشش فرمادیں آپ نے منظور نہ فرمایا۔

حکایت - ۵

بعد واگذاری مسجد آصفی چونکہ حضرت والد ماجد طاب ثراہ مسجد تحسین علی خاں مرحوم میں نماز جمعہ وعیدین پڑھاتے تھے۔ آپ کے مقلدین نے عرض کی کہ لوگ حسب عادت مسجد تحسین میں جمع ہوں گے اور نماز سے محروم رہیں گے لہذا اجازت ہو تو ہم بذریعہ ڈھنڈھورا شہر میں اعلان کر دیں تاکہ لوگ واقف ہو کر مسجد آصفی میں جمع ہوں۔ جناب مرحوم نے اجازت دی۔ چونکہ زمانہ شاہی میں بھی مسجد جامع تھی اور عرصہ دراز سے گورنمنٹ کا قلعہ رہی اس کے افتتاح پر مسلمانوں میں خاص جوش و خروش ہوا اور یہ قصد کیا کہ میلہ مسجد جامع سے، جس میں جناب ملاذ العلماء نماز پڑھاتے تھے، اٹھا کر مسجد آصفی میں لے آئیں اور بنا بر رسم قدیم اسی مسجد میں میلہ عید کا ہوا اور ان لوگوں نے صاحب ڈپٹی کمشنر لکھنؤ کو درخواست دی بعض مقلدین جناب ملاذ العلماء نے اصرار کیا کہ ہم اس میلہ کے نہ اٹھنے کی کوشش کریں گے مگر جناب نے منظور نہ فرمایا اور عبادت میں خلوص نہ رہنے کا عذر فرمایا۔

حکایت - ۶

مکان مسکونہ برادر معظم جناب مولانا سید ابن حسن صاحب درحقیقت ملک جناب ملاذ العلماء تھا۔ ایک روز اتفاقاً والدہ محترمہ برادر معظم سے اور جناب ملاذ العلماء سے

شکر رنجی ہوئی اور آپ کو خلاف عادت اظہار ناراضی اس قدر ہوا کہ فرمایا تم میرا مکان خالی کر دو۔ ساتھ ہی اس ارشاد کا سخت قلق ہوا چند ساعت نہ گزری تھی کہ خود باوصفیکہ اپنی ہمیشہ سے بزرگ تھے، مکان پر تشریف لائے اور دست بستہ خطا معاف کرائی اور اسی وقت مکان ہبہ کر دیا۔

حکایت - ۷

مبلغ ساٹھ روپیہ ماہوار بہمد مظالم سرکار نواب مرزا محمد جعفر علی خان بہادر دام اقبالہ رئیس اعظم لکھنؤ نے پیشکش کرنا چاہا جناب مرحوم نے لینے سے انکار فرمایا اور عذر شرعی پیش کیا نواب صاحب نے دیگر علماء کی نظیر پیش کی۔ آپ نے فرمایا: ”میری نظر میں اشکال ہے۔“ مختصر گفتگو میں طول ہوا آخر جناب شیخ الاسلام آقا شیخ زین العابدین مازندرانی کر بلائی طاب ثراہ سے استفتا کیا گیا اور قول جناب شیخ کا موافق قول جناب ملاذ العلماء دستخط ہو کر آیا۔

حکایت - ۸

سرکار راجہ محمد امیر حسن خان صاحب بہادر تعلقدار ریاست محمود آباد جناب ملاذ العلماء سے کمال ارادت و اخلاص رکھتے تھے اور پچھتر روپیہ ماہوار پیشکش کرتے تھے اتفاقاً راجہ صاحب مرحوم سفر کلکتہ سے بیمار واپس آئے اور امراض دماغیہ میں مبتلا ہوئے۔ حسب معمول ریاست سے روپیہ آیا جناب نے واپس کیا۔ نائب ریاست کے اصرار اور دریافت پر فرمایا اس وقت تک کہ خود راجہ صاحب اس قابل نہ ہوں کہ اپنے نفع و ضرر کو امتیاز کریں، میرے لئے لینا اس رقم کا جائز نہیں ہے۔ چند ماہ

تک رقم ماہوار وصول نہ فرمائی اور بکمال ضیق و زحمت بسر کی یہاں تک کہ راجہ صاحب کو صحت کلی ہوئی۔

حکایت - ۹

آمدنی دیہات حضرت غفران مآب رحمہ اللہ جو تقریباً چھ سو روپیہ ماہوار تھی اور نیز جوڑہ اموات جو کہ رؤساء و راجگان کے یہاں سے ہزاروں روپیہ کے آتے تھے، کبھی وہ جناب اپنے اور اپنے عیال کے صرف میں نہ لاتے اور ہمیشہ صرف اہل خاندان کیا۔ مبلغ تین سو پچیس روپیہ ماہوار اہل خاندان کے وظائف میں صرف ہوتا تھا اور شادی بیاہ و کفن اموات خاندان میں علاوہ اس کے صرف فرماتے تھے، اپنی ذاتی آمدنی سے اور نیز جوڑہائی اموات سے۔ چونکہ دیہات تنازع فیہ مابین اولاد حضرت غفران مآب تھے بعض مدعی وقف تھے، بعض مدعی میراث اور بعض مدعی تھے کہ ان کا تعلق مسند اجتہاد سے ہے اس بنا پر بمقتضائے احتیاط ایک حبیہ آمدنی سے باوجود احتیاج اپنے صرف میں نہ لائے۔ اسی طرح سے جوڑہ اموات چونکہ مرسل کی جانب سے تعین نہیں ہوئی کہ مقصود خود مجتہد ہے یا تقسیم مقصود ہے لہذا ہمیشہ تقسیم فرماتے تھے اور خود صرف نہ فرماتے تھے۔

بیان عبادت و ریاضت

صبح سے بارہ بجے دن تک مشغول درس رہتے تھے بارہ بجے سے بعد فراغت حوائج ضروریہ تین بجے دن تک مشغول کتب بینی، تین بجے سے اکثر غسل فرما کر مشغول نماز ہوتے تھے اور تعقیبات و نوافل سے فراغ کے بعد اعزاء کے درس میں اشتغال ہوتا تھا۔ نماز مغرب ادا فرما کر دستخط مسائل

نصف شب تک فرماتے تھے اور نصف شب سے مشغول عبادت ہوتے تھے۔ ایک بہت چھوٹی چوکی پر نماز شب و عبادت فرماتے تھے اور اسی پر عبادت فرماتے ہوئے سو جاتے تھے۔ اکثر اوقات غلبہ نوم سے چوکی پر سے گر پڑتے اور دست و پا میں چوٹ آتی تھی۔ معمول تھا ایک لٹیا پانی کی مصلے پر رہتی تھی۔ کثرت بیداری سے سجدہ میں سو جاتے تھے اور آنکھ کھلنے پر وضو فرماتے اور صبح تک مشغول عبادت رہتے تھے تمام شب و روز میں چند ساعت آرام لیتے تھے۔

بیان صلہ رحم و سخاوت

پرورش محتاجین میں اہل خاندان و تمام اولاد حضرت ملک العلماء ان جناب سے متعلق تھی صلہ رحم و تفقہ حال غرباء و محتاجین آپ کی ایک نمایاں صفت تھی متعلق سخاوت چند واقعات تحقیقی حسب ذیل ہیں:

واقعہ - ۱

ایک مرد مومن معروف بہ حاجی بکائی تھے، جن کی دختر کا عقد ہونے والا تھا، اپنی تہی دستی کی شکایت خدمت جناب ملاذ العلماء میں کی۔ اس وقت کچھ موجود نہ تھا فوراً ہمیشہ عزیزہ یعنی والدہ جناب برادر معظم مولوی سید ابن حسن صاحب قبلہ کے پاس تشریف لائے اور ایک سبز گھوڑا جو دو سو روپیہ کا برادر صاحب موصوف کی سواری کا تھا مانگ کر حاجی صاحب کے حوالہ کیا اور اپنی ناداری کی معذرت فرمائی۔

واقعہ - ۲

ایک محتاج نے سوال کیا۔ کچھ موجود نہ تھا۔ مولوی سید علی سلمہ آپ کی اصغر اولاد کا ایک بکری کا بچہ تھا فوراً حوالہ

کر دیا۔ داروغہ سید محمد صاحب مالک تصویر عالم پریس ناقل ہیں کہ میں نے اس شخص کو اور بعض دیگر حضرات نے بہت سمجھایا ایک روپیہ تک دینا چاہتا کہ صاحبزادہ موصوف غمگین نہ ہوں لیکن اس شخص نے نہ مانا اور بچہ گوسفند لے گیا۔

واقعہ - ۳

ایام سرما میں ایک شخص نے اذیت سرما کی شکایت کی۔ ان جناب کے پاس لباس سرمائی نہ تھا۔ خود دو لت سرا میں تشریف لے گئے اور اپنی رضائی اتار کر سائل کو دے دی۔ چند روز تک خود اذیت سرما اٹھائی جب ممکن ہوا تو دوسری رضائی اپنے واسطے درست کی۔

واقعہ - ۴

روز عید دو شخص جو باہم رشتہ دار تھے، حاضر خدمت ہوئے اور لباس عید کی خواہش کی۔ اتفاقاً ایک جوڑا مردانہ موجود نکلا ایک کو مرحمت ہوا۔ دوسرے کے واسطے فکر ہوئی۔ داروغہ سید محمد صاحب ناقل ہیں میں لباس عید پہنے آمادہ عید گاہ تھامیری طرف نظر فرما کر حکم ہوا تم اپنا لباس اتار دو میں نے مہلت مانگی تاکہ مکان جا کر لباس عوض کروں ملازم کو لنگی لانے کا حکم ہوا اور مجھ کو لنگی باندھ کر لباس دینے کا امر فرمایا۔ فوراً میں نے اتنا مال امر کیا۔ بعد چند روز کے پھر مبلغ پچیس روپیہ قیمت لباس عطا فرمائی۔

بیان جوش مذہبی

جس وقت بنیاد علی گڑھ کالج ہوئی، علماء فریقین میں انقلاب واضطراب اور اضمحلال دین سے خوف و انتشار پیدا ہوا، جناب مرحوم بھی بے حد مضطرب ہوئے۔ حاتم دوراں فخر

قوم سرکار راجہ محمد امیر حسن خان بہادر بالقابہ سے اظہار تشویش واضطراب فرمایا۔ اس عالی ہمت بزرگ نے فوراً مبلغ ایک لاکھ پچاس ہزار روپیہ بنائے مدرسہ اسلامیہ کے لئے عطا کئے۔ اور متولی مدرسہ جناب ملاذ العلماء کو مقرر فرمایا۔ عربی و دینیات کے مدرس اعلیٰ بحر العلوم جناب عم معظم مولانا سید محمد حسین صاحب طاب ثراہ مقرر کئے گئے۔ ابتدائے درجات سے انتہائے تعلیم عربی و دینیات کا انتظام ہوا اور ساتھ ہی تعلیم انگریزی کا حسب تجویز و اختیار جناب ملاذ العلماء انتظام ہوا۔ متعدد مدرس مقرر ہوئے سیکڑوں طلبہ علوم، مشغول تحصیل ہوئے جناب نواب شیخ رضا حسین خان صاحب مرحوم سکریٹری مقرر ہوئے لیکن وفات سرکار راجہ صاحب بہادر پر سب نظام درہم برہم ہو گیا باوجودیکہ راجہ صاحب مرحوم نے ایک ٹرسٹ نامہ ۱۱ جنوری ۱۸۸۹ء مطابق ۸ جمادی الاول ۱۳۰۶ھ روز جمعہ لکھنؤ میں مبلغ پندرہ روپیہ اسٹام پر لکھا تھا اور ہادی حسن صاحب مختار راجہ صاحب نے ۲۲ جنوری ۱۸۸۹ء کو رجسٹری کر دیا جس میں نسل بعد نسل اولیٰ عہد و قائم مقام حضرت ملاذ العلماء سے تولیت مدرسہ مقرر کی گئی تھی اور ۳۳ قطعہ نوٹ تعدادی ایک لاکھ پچاس ہزار ان جناب کی تولیت و امانت میں تھے۔

بیان تلامذہ

بہت کثرت سے ان جناب نے لوگوں کو درس دیا اور عرصہ تک درس خارج فرماتے رہے لیکن کوئی فہرست تلامذہ موجود نہیں ہے اور نہ آپ نے کسی کو اجازت مرحمت کی جو اسمائے تلامذہ اور ان جناب کے جناب برادر معظم مولوی

- سید ابن حسن صاحب سے و نیز بعض دیگر ثقافت سے معلوم ہوئے خصوص عمدۃ المتکلمین جناب مولانا مرزا رضا علی صاحب مرحوم سے وہ حسب ذیل ہیں:
- ۱۔ جناب مولانا سید ظہور الحسن صاحب قبلہ بارہوی دام فضلہ
 - ۲۔ جناب مولانا سید نجم الحسن صاحب قبلہ امرہوی دام ظلہ
 - ۳۔ جناب مولانا سید محمد صاحب مدرس مدرسہ مشارع الشرائع لکھنؤ
 - ۴۔ جناب مولوی محمد باقر صاحب مرحوم لکھنؤی
 - ۵۔ جناب مولوی سید لطافت حسین صاحب جاسی
 - ۶۔ جناب مولوی سید علی صاحب کشمیری
 - ۷۔ جناب مولوی سید حسن صاحب کشمیری محدث مرحوم
 - ۸۔ جناب حکیم مرزا محمد کاظم صاحب لکھنؤی دام مجدہ
 - ۹۔ جناب حکیم سید تجل حسین صاحب قبلہ
 - ۱۰۔ جناب مرزا آغا علی صاحب
 - ۱۱۔ جناب حکیم مرزا محمد مہدی صاحب مرحوم
 - ۱۲۔ جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب رنگی پوری
 - ۱۳۔ جناب مولوی الطاف حسین صاحب صفی پوری
 - ۱۴۔ جناب مولوی احمد حسین صاحب لکھنؤی
 - ۱۵۔ جناب شیخ علی حسن صاحب مختار جناب راجہ صاحب محمود آباد
 - ۱۶۔ جناب حکیم شیخ عابد علی صاحب مرحوم لکھنؤی
 - ۱۷۔ جناب مولانا سید مظہر حسین صاحب سہارنپوری
 - ۱۸۔ جناب مولوی آغا حسن صاحب
 - ۱۹۔ جناب مولوی حیدر رضا صاحب مرحوم
 - ۲۰۔ جناب مولوی سید حسن صاحب کربلائی ساکن خاں بہمنی
 - ۲۱۔ جناب مولوی احمد حسین صاحب سندیلوی
 - ۲۲۔ جناب مولوی محمد ہادی صاحب سنی المذہب
 - ۲۳۔ جناب مولانا مرزا محمد جعفر صاحب مرحوم
 - ۲۴۔ جناب حکیم مرزا علی صاحب نافذ
 - ۲۵۔ حکیم سید ولایت حسین صاحب فرخ آبادی
 - ۲۶۔ جناب مولوی سید سعید حسن صاحب امرہوی
 - ۲۷۔ جناب مولوی سید محمد صاحب لکھنؤی
 - ۲۸۔ مولوی محمد غوث صاحب سنی المذہب
 - ۲۹۔ جناب عم معظم مولانا سید رضا حسین صاحب قبلہ دام فضلہ
 - ۳۰۔ جناب برادر معظم مولانا سید سبط حسین صاحب قبلہ دام فیوضہ
 - ۳۱۔ جناب برادر معظم مولانا سید آقا حسن صاحب قبلہ دام فضلہ
 - ۳۲۔ جناب برادر معظم مولانا سید ابن حسن صاحب قبلہ دام فضلہ
 - ۳۳۔ جناب برادر معظم مولانا سید محمد تقی صاحب قبلہ دام فضلہ
 - ۳۴۔ جناب برادر معظم مولانا سید محمد طاہر صاحب مرحوم
 - فرزند بزرگ عماد العلماء
 - ۳۵۔ خادم الطلبہ احقر السید احمد عفی عنہ
- مصنفات آنجناب**
- ۱۔ حاشیہ بر مغالطہ عامۃ الورود
 - ۲۔ رسالہ در حلت رویت تصویر زن اجنبی
 - ۳۔ حاشیہ بر شرح جامی
 - ۴۔ رسالہ در بحث نکاح
- اولاد امجاد**
- تین دختر و تین پسر آنجناب نے چھوڑے۔
 - ۱۔ عالم المعی فاضل لودھی المہذب الصفی والمقدس
 - المہندی صاحب الشرف والباہر مرحوم ملا محمد طاہر صاحب کہ

۳۔ سعید ازیلی مولوی سید عابد علی سلمہ اللہ القوی کہ جو مشغول تحصیل علم ہیں اَللّٰهُمَّ اَنْفَعِ بِالْعِلْمِ وَالْعَمَلِ۔

وفات حسرت آیات

بتاریخ ۱ صفر المظفر ۱۳۰۹ھ بلجوق مرض ہیضہ وفات ہوئی اور جمیعت کثیر مومنین و علماء نے مشایعت جنازہ کی۔ آپ کے برادر عالی قدر اور حضرت بحر العلوم عم معظم جناب مولانا سید محمد حسین المعروف بجناب علن صاحب طب ثراہ نے نماز جنازہ پڑھا کر امام باڑہ حضرت غفرانمآب رحمہ اللہ میں دفن کیا۔ روز سوم خاندانی علماء اعلام نے خطاب ان جناب کا رضوان مکان قرار دیا۔

اَنَا لِلّٰهِ وَاَنَا اِلَيْهِ رَاجِعُونَ۔



ارشاد واکمل اولاد جناب مرحوم تھے اور تخمیناً چھ سال کر بلائے معلیٰ و نجف اشرف میں تحصیل و تکمیل فرما کر باخذ اجازات بمعیت احقر العباد ماہ جنوری ۱۹۱۶ء میں وارد لکھنؤ ہوئے۔ چونکہ زمانہ جنگ عالم سوز تھا، ہم سب کل اسباب عراق میں چھوڑنے پر مجبور ہوئے اور بکمال محبت و محنت وارد لکھنؤ ہوئے۔ اسی وجہ سے ان مرحوم کے اجازات دریافت کرنے پر معلوم ہوا کہ نجف اشرف میں چھوٹ گئے لیکن افسوس عین شباب میں طول مرض بلجوق اسہال سے چہل سالہ عمر میں بتاریخ اٹھائیس ماہ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ روز دوشنبہ ایک فرزند کمسن چھوڑ کر انتقال کیا اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَتَجَاوِزْ عَنْهُ وَاخْشِرْهُ مَعَ الْاَيْمَةِ الطَّاهِرِينَ۔ قبر مرحوم زیر منبر امام باڑہ حضرت جد علام غفران مآب میں موجود ہے۔

۲۔ سعید ازیلی مولوی سید علی سلمہ اللہ القوی

(بقیہ..... مدرسہ سلطانیہ کے منتظم و مدرس اعلیٰ)

کی عمر میں اس جہان فانی کو خیر باد کہا۔ ۲۳ رمضان ۱۲۸۹ھ میں صبح ۱۰ بجے تک اپنی مصنفہ تفسیر کے مقابلہ میں مشغول رہے۔ معلوم نہیں کس وقت ہیضے میں مبتلا ہوئے اور اسی شب کی سحر میں ۳ بجے انتقال فرمایا۔ ۲۴ رمضان کو جنازہ اٹھایا۔ دریائے گوتمی پر غسل کے لئے لے چلے۔ مشایعت جنازہ میں وہ جم غفیر تھا کہ اس سے پہلے کسی بادشاہ یا عالم کے جنازہ میں نہیں دیکھا گیا۔ مفتی صاحب مرحوم فرماتے ہیں:-

ولے نعلین اور اچو برداشتند عیان شد عجب کثرت اژدہام

گول دروازے سے متصل میدان میں آپ کے فرزند جناب سید ابراہیم صاحب نے نماز میت پڑھائی اور مرحوم کے ہی عز خانہ میں سپرد خاک کیا۔ تاریخیں اور مرثیے بڑی تعداد میں نظم کئے گئے ہیں یہاں اسمعیل (حسین منیر) شکوہ آبادی کی تاریخ پیش کرتا ہوں:-

افتادہ ستون کعبہ فقہ

۱۲۸۹ھ

